Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Bernard Lewis's Legacy: Disciples and the Advancement of Anti-Islamic Hostility

برنارڈ لیوس کے فکری متاثرین کا تعارف اور اسلام مخالف جارحیت پسندی کے فروغ میں ان کا کردار

Authors Details

1. Qudsia Samiullah (Corresponding Author)
Ph. D Scholar Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan. qudsiasamiullah@gmail.com

2. Dr. Sajid Iqbal Sheikh
Associate Professor Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan.

3. Muhammad Habibullah
EST, Govt. Elementary School, Bakhianwala, Sialkot, Pakistan.

Citation

Samiullah, Qudsia and Dr. Sajid Iqbal Sheikh and Muhammad Habibullah " Bernard Lewis's Legacy: Disciples and the Advancement of Anti-Islamic Hostility."Al-Marjān Research Journal, 3, no.1, Jan-Mar (2025): 180– 189.

Submission Timeline

Received: Dec 09, 2024
Revised: Dec 24, 2024
Accepted: Jan 02 , 2024
Published Online: Jan 10, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Bernard Lewis's Legacy: Disciples and the Advancement of Anti-Islamic Hostility

برنارڈلیوس کے فکری متاثرین کاتعارف اوراسلام مخالف جارحیت پسندی کے فروغ میں ان کا کردار

☆قدسیہ سمیع اللہ ☆ڈاکٹرساجداقبال شیخ ☆محمد حبیب اللہ

Abstract

Bernard Lewis (May 31, 1916 – May 19, 2018) was a British-American historian specializing in Oriental studies. Renowned as a public intellectual and political analyst, Lewis held emeritus professorships at Princeton University, USA. His expertise lay in Islamic history, civilization, and the relationships between Islam and the West. This article aims to introduce the intellectual followers influenced by Lewis's thought and to analyze the multifaceted impacts of his ideas, which extend beyond a single social dimension to encompass diverse cultural, political, and military aspects. These impacts have significantly reshaped the global balance of power and social structures, not only in Muslim-majority countries but also in Western societies. Bernard Lewis is regarded as one of the key Western intellectuals of the 20th century, whose ideas significantly shaped public opinion and government policies concerning the Islamic world, particularly the Middle East, in the West, especially the United States. Lewis's influence extends far beyond being a mere thinker; his ideas have impacted hundreds of Western students, experts, policymakers, and states. Leadership among proponents of Zionist thought for the past half-century was firmly in the hands of Bernard Lewis, who established close ties with influential institutions, surpassing even the achievements of earlier Orientalists. Key supporters of his ideas include figures such as Ali Keddouri, David Pryce Jones, Raphael Patai, Daniel Pipes, and Martin Kramer. A brief overview of their personal and professional backgrounds is provided to clarify the context of their contributions to Bernard Lewis's intellectual legacy.

Keywords: Bernard Lewis, anti-Islamic discourse, Zionist thought, intellectual influence, Orientalism, Western perceptions of Islam.

تعارف موضوع

برنارڈلیوس (۳۱مئی ۱۹۱۶ء تا19 مئی 2018) برطانوی امریکی تاریخ دان تھے جن کا اختصاص استشراقی علوم تھے۔ وہ ایک عوامی مفکر اور سیاسی مبصر کے طور پر زیادہ مشہور رہے۔ پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ میں پروفیسر آف ایمریٹس رہے۔ ان کی مہارت اسلامی تاریخ وتہذیب اور اسلام اور مغرب تعلقات کے حوالے سے تھی۔ ان کی طویل زندگی اور ادبی شناخت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک قابل مصنف تھے اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ان کی تحریری اور تقریری خصوصیات نے، مابعد مغربی مصنفین کے لئے بہت سے مشکل مضامین کو حل کیا۔ ان کے کچھ مشہور کاموں کے عنوانات تدریسی ہیں۔ لیوس عربی، عبرانی، ترکی اور فارسی سمیت خطے کی زبانوں میں روانی رکھتے تھے، اور مختلف مقاصد کی خاطر مشرق وسطی کے

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، پاکستان۔
☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، پاکستان۔
☆ ای ایس ٹی گورنمنٹ ایلیمنٹری اسکول بکھیانوالہ، سیالکوٹ، پاکستان۔

متعدد ممالک میں ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ مشرق وسطیٰ، اسلام اور یہودیت سے متعلق ان کی تحریروں کو پڑھے بغیر دور حاضر کے مستشرقین کا مطمع نظر مکمل طور پر واضح نہیں ہو سکتا۔ مغرب میں لیوس کو مشرق وسطی کے معاملات میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا رہا ہے اور انہیں اس خطے کے معاملات میں ماہر مفکر کے طور پر اہمیت و مقام دیا جاتا ہے۔ لیوس نے اسلام اور مسلمانوں کے مطالعے میں چند خصوصی موضوعات اور امور پر قلم اٹھایا ہے، جو اسلام کے ساتھ ہم آہنگ ہیں لیکن اسلامی تہذیب پر اپنی تحاریر میں لیوس نے اپنی طبیعت اور دیگر کلچرز خصوصا مغربی کلچر کے ساتھ وابستگی کے پیش نظر دوہری پالیسی اختیار کرتے ہوئے کئی جگہ پر بے بنیاد اور متنازعہ باتیں کی ہیں۔ مثلاً اسلامی تہذیب کی بنیاد، یہودی اور مسیحی کلامیات کے ساتھ ساتھ دیگر تہذیبوں کو قرار دینا ایک اہم مقدمہ ہے۔ برنارڈ لیوس کے الفاظ ملاحظہ کیجئے:

> During the period of greatness of the Arab and Islamic Empires in the Near and Middle East a flourishing civilization grew up that is usually known as Arabic. It was not brought ready-made by the Arab invaders from the desert, but was created after the conquests by the collaboration of many peoples, Arabs, Persians, Egyptians, and others. Nor was it even purely Muslim, for many Christians, Jews, and Zoroastrians were among its creators. But its chief medium of expression was Arabic, and it was dominated by Islam and the Islamic outlook on life. It was these two things, their language and their faith, which were the great contributions of the Arab invaders to the new and original civilization which developed under their aegis[1].

> ”مشرق وسطیٰ اور اس کے قرب و جوار میں عرب اور اسلامی سلطنتوں کی عظمت کے دور میں ایک پھلتی پھولتی تہذیب پروان چڑھی جسے عام طور پر عربی تہذیب کہا جاتا ہے۔ اسے صحرا سے عرب حملہ آوروں نے تیار نہیں کیا تھا، بلکہ بہت سے لوگوں، عربوں، فارسیوں، مصریوں اور دیگر لوگوں کے اشتراک سے فتوحات کے بعد اسے بنایا گیا تھا۔ اور نہ ہی یہ خالصتاً مسلم تہذیب تھی، کیونکہ بہت سے عیسائی، یہودی اور زرتشتی اس کے تخلیق کاروں میں شامل تھے۔ لیکن اس کے اظہار کا بنیادی ذریعہ عربی تھا، اور اس پر اسلام اور زندگی کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کا غلبہ تھا۔ یہ دو چیزیں تھیں، ان کی زبان اور ان کا عقیدہ، جو ان کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی نئی اور اصل تہذیب میں عرب حملہ آوروں کا عظیم تعاون تھا“۔

اسلام اور مسلمانوں سے متعلق، برنارڈ لیوس کی فکر سے متاثرین مغربی مولفین کا تعارف اس مقالہ کا مقصد ہے نیز لیوس نے جو فکر پیش کی ہے اس کے اثرات کسی ایک سماجی پہلو سے مرتب نہیں ہوئے بلکہ اس کے مختلف الانواع، مثلاً تہذیبی، سیاسی و عسکری اثرات سامنے آئے ہیں۔ جن کی بنا پر بعد ازاں دنیا میں طاقت کا توازن اور سماجی ڈھانچہ متاثر ہوا ہے۔ اس کی فکر کے اثرات نہ صرف مسلمان ممالک میں ہوئے بلکہ مغربی ممالک میں بھی ان اثرات کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔

برنارڈ لیوس کو گزشتہ صدی کے ان چیدہ مغربی دانشوروں میں شمار کیا جاتا ہے جنہوں نے مغرب بالخصوص امریکہ میں عالم اسلام خصوصا مشرق وسطی کے متعلق رائے عامہ اور حکومتی حکمت عملی کا رخ متعین کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ برنارڈ لیوس فقط ایک مفکر ہی نہیں بلکہ ایک موثر بھی ہے کیونکہ برنارڈ لیوس کی فکر نے سینکڑوں مغربی طلبہ، ماہرین، پالیسی ساز اداروں اور ریاستوں تک کو متاثر کیا ہے۔

تاریخ اسلام نیز عالم اسلام اور مغرب کے مابین تعامل کے متعلق برنارڈ کے نظریات کو مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ برنارڈ لیوس کے نزدیک تہذیب اسلامی کے زوال کا آغاز گیارہویں صدی عیسوی (پانچویں اور چھٹی صدی ہجری) میں ہو گیا تھا اور اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کی ثقافتی رعونت تھی یعنی اسلامی معاشرے نے خارجی خوبیوں کے تخلیقی انجذاب کا عمل روک دیا تھا۔[2] نیز لیوس کے خیال میں اسلام اور عیسائیت دراصل تو متصادم تہذیبیں ہیں اور (اسلامی انتہاپسند تنظیموں کی شکل میں) مسلمانوں کا موجودہ ردعمل تاریخی لیکن غیر منطقی ہے۔ مغرب کو اس

1 Lewis, The Arabs in History. Hutchinson & co. 1950. 5th edition 1970, p:141
2 Kramer Martin, "Bernard Lewis", , Vol. 1, pp. 719-20

کے جواب میں کسی غیر منطقی کام سے گریز کرنا چاہیے۔[3] اسی طرح لیوس کی یہ رائے بھی ہے کہ عربوں کا اسرائیل کو غاصب ریاست قرار دینا دوغلہ پن ہے کیونکہ کہ وہ روس کے مسلم ریاستوں (وسطی ایشیائی) پر کب سے اور مسلم حکمرانوں کی طرف سے روا رکھی جانے والی ناانصافیوں مسئلہ شام الجزائراور ایران عراق جنگ پر خاموش رہتے ہیں۔[4]

برنارڈلیوس کے اسرائیل کے حق میں نظریات کی شدت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ امریکی جوئیل بینین (Joel beinin) میں اسے شمالی امریکا کے علوم شرق اوسط کے حلقوں میں صہونیت کا فصیح ترین حامی قرار دیا۔[5] برنارڈلیوس کا کہنا تھا کہ مغرب کو اسرائیل اور ترکی کے ساتھ قریبی تعلقات رکھنے چاہئیں۔ موٴخر الذکر کی اہمیت مشرق وسطیٰ کے تناظر میں اس لئے بھی زیادہ ہے کہ وہ مغرب کا حصہ بننے کے لیے کوشاں ہے۔[6]

مغربی مفکرین پر برنارڈلیوس کے اثرات

برنارڈلیوس نے مغرب بالخصوص امریکہ کے مدبرین اور عوام الناس کو کس طرح متاثر کیا اس کا جائزہ لینے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مغربی مفکرین کا اسلام اور مسلمانوں کے متعلق عمومی رویہ کیا رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے معاصر مغربی آراء اور زاویہ ہائے فکر کو تین طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا طبقہ ان مفکرین پر مشتمل ہے جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلام بطور ایک نظام مغرب اور اس کے آزاد خیال جمہوری نظام کے لیے خطرہ ہے۔ وہ مغربی طاقتوں کو ہمیشہ یہی مشورہ دیتے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اسلام کے نام پر سیاسی نظام کی تبدیلی کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ مغربی دانشوروں اور سیاستدانوں کا یہ طائفہ بہت مقبول طاقتور اور سیاسی رسوخ کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس گروہ کو عالم مغرب کے سیاسی ادبی اور سماجی حلقوں میں اس قدر معتبر سمجھا جاتا ہے کہ ان کے نظریات کو حقیقت مان لیا جاتا ہے۔ اسلام کے متعلق دوسرا زاویہ فکر یہ ہے کہ بطور ایک سیاسی اور سماجی نظام یہ از کار رفتہ ہو چکا ہے اور اس کی بحالی کی تمام کوششیں نشاط انگیز خواب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس نقطہ نظر کے حامیوں کا کہنا ہے کہ اسلام کے نام پر کسی سیاسی تبدیلی کا واقع ہونا خارج از امکان ہے لہذا شوکت اسلام کی بحالی کی کوئی بھی کوشش کار لا حاصل ہو گی۔ اگرچہ مغربی مفکرین کا یہ گروہ پہلے طبقے کی طرح بااثر نہیں لیکن پھر بھی اس کی رائے مکمل بے وقعت نہیں سمجھی جاتی۔

اسلام کے متعلق تیسری رائے ہے کہ مسلمانوں اور اسلامی تحریکوں کی تمام کوششیں مغربی یا اس کے آزاد خیال لادین جمہوری نظام کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کا اپنا ایک نظام ہے۔ اس طبقے کی آواز اگرسے اتنے بلند آہنگ نہیں لیکن آہستہ آہستہ اس کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تہذیبوں کے تصادم کے نظریہ کے تحت منعقد ہونے والے تمام مباحثوں میں یہ طبقہ پردہ کافی متحرک ہے۔ اس طبقہ نے اپنی رائے کو مغربی دانشوروں کے حلقوں میں مدلل اور قابل فہم انداز میں پیش کیا ہے۔ استغفیٰ کا مقصد غالباً یہ ہے کہ مغرب کو اسلام کے سیاسی نظام کو ایک حقیقت مانتے ہوئے اپنے سیاسی نظام میں موجود خامیوں اور کمزوریوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اس سے ہرگز یہ مراد

---

3 Lewis, Bernard, The Roots of Muslim rage, The Atlantic, September 1990.
4 Lewis, Bernard, The crisis of Islam, random house te=rade, new York, 2004, pp: 90-91, 110-111
5 Joel Beinin, "Reviews of semites and anti-semites by Bernard Lewis" Merip, Middle East report, july 1987, pp 42-45.
6 Kramer Martin, "Bernard Lewis", , Vol. 1, pp. 719-20

نہیں لینی چاہیے کہ یہ گروہ اسلامی نظام کا حامی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مغرب کو قائل کر رہے ہیں کہ اسلام کو ایک سیاسی حریف سمجھ کر اپنی کمزوریوں پر قابو پایا جائے تاکہ لادین مغربی جمہوری نظام قائم ودائم رہے۔

برنارڈلیوس کا تعلق پہلے طبقہ فکر سے ہے، ان دونوں کے نظریات اور تخلیقات کی روشنی میں مقالہ ہذا میں یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے گی کہ اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کے متعلق ان کی عمومی سوچ کیا ہے بالخصوص 11 ستمبر کے ناخوشگوار واقعے کے بعد مغربی ذرائع ابلاغ میں ان کا نقطہ نظر مسلمانوں اور اسلامی تہذیب کے حوالے سے برنارڈلیوس کا اپنے ہم عصر مفکرین پر اتنا گہرا اثر تھا تمام مغربی دنیا میں اس کی رائے کو آگے بڑھایا جاتا رہا۔ جس طرح برنارڈلیوس نے اپنے عہد میں جاری اسلامی تہذیبی کشمکش کی مختلف شکلوں مسئلہ رضاعت اور اس سے مشابہ دوسرے گروہوں کی موجودگی سعودی انتظامیہ کی دفاعی بنیاد پرستی اور ایرانی مذہبی پیشواؤں کا انقلاب کو ادارے کی شکل دینا جیسے مظاہر کی نشاندہی کی تھی اس کے متاخرین نے بھی انہیں کے حوالے دیئے۔ بالخصوص صہیونی سوچ کے حامیوں کی قیادت گذشتہ نصف صدی سے برنارڈلیوس کے ہاتھوں میں تھی جس نے مقتدرہ کے ساتھ ایسا قریبی تعلق قائم کیا جس پر اس کے ممتاز ترین پیشرو مستشرقین بھی رشک کر سکتے تھے۔ اس کی پرزور حمایت کرنے والے تبصرہ نگاروں میں ایلی کیدوری (Alie Kedowrie) ڈیوڈ پرائس جونس (Daveud Pryce Jones) رافیل پتائی (Ropheel Patai) ڈینئل پائپس (Daniel Pipes) اور مارٹر کریمر شامل تھے۔ آگے بڑھنے سے قبل ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان حضرات کا مختصر شخصی اور عملی احوال بیان کر دیا جائے تاکہ بحث کا تناظر واضح ہو جائے۔

ایلی کدوری (Alie Kedowrie)

یہ ایک یہودی النسل عراقی نژاد برطانوی مؤرخ تھا جس نے برطانیہ کے ممتاز ترین تعلیمی اداروں لندن اسکول آف اکنامکس (London school of Ecnomics) اور آکسفورڈ یونیورسٹی (University of oxford) سے تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں لندن اسکول آف اکنامکس میں 1953 سے 1990 تک سیاسیات کا پروفیسر رہا۔ اس کے نظریات مغربی حلقہ فکر میں اکثر تنازعات کا باعث بنتے رہے بالخصوص وہ جنگ عظیم اول میں برطانیہ کے اس کردار کا سخت ناقد تھا جو اس نے مشرق وسطیٰ میں عرب قومیت پرستی کو فروغ دینے کے سلسلہ میں ادا کیا۔ اس نے مشرق وسطیٰ عالم اسلام اور یہودیت پر 20 سے زائد کتب پر مقالہ جات تحریر کیے۔[7]

ایلی کیدوری کی کتب درج ذیل ہیں:

* *England and the Middle East: The Vital Years 1914–1921* (1956); later as *England and the Middle East: the destruction of the Ottoman Empire 1914–1921*
* *Nationalism* (1960); revised edition 1993
* *Afghani and 'Abduh: An essay on religious unbelief and political activism in modern Islam* (1966)
* *The Chatham House Version: And Other Middle Eastern Studies* (1970)
* *Nationalism in Asia and Africa* (1970) editor
* *Arabic Political Memoirs and Other Studies* (1974)
* *In the Anglo-Arab Labyrinth: The McMahon-Husayn Correspondence and its Interpretations 1914–1939* (1976)
* *Middle Eastern Economy: Studies in Economics and Economic History* (1976)
* *The Jewish World: Revelation, Prophecy and History* (1979) editor; as *The Jewish World: History and Culture of the Jewish World* (US)
* *Islam in the Modern World and Other Studies* (1980)

7 Kramer, Martin. "Kedourie, Elie". *The Encyclopedia of Historians and Historical Writing*. 1999. Archived from the original on 11 November 2010. Retrieved 25 October 2016.

- * *Towards a Modern Iran; Studies in Thought, Politics and Society* (1980) editor with Sylvia G. Haim
- * *Modern Egypt: Studies in Politics and Society* (1980) editor
- * *Zionism and Arabism in Palestine and Israel* (1982) editor with Sylvia G. Haim
- * *The Crossman Confessions and Other Essays in Politics, History and Religion* (1984)
- * *Diamonds into Glass: The Government and the Universities* (1988)
- * *Essays on the Economic History of the Middle East* (1988) editor with Sylvia G. Haim
- * *Democracy and Arab Political Culture* (1992)
- * *Politics in the Middle East* (1992)
- * *Spain and the Jews: The Sephardi Experience, 1492 and after* (1992)
- * *Hegel & Marx: Introductory Lectures* (1995)

ڈیوڈپرائس جونز:David Price Johns

ڈیوڈ ایک برطانوی مصنف اور صحافی ہے جو امریکا سے شائع ہونے والے ایک قدامت پسند رسالے نیشنل ریویو(National review)کا مدیر اعلی ہیں اس نے حالات حاضرہ پر متعدد کتب تحریر کیں اپنی کتاب(The closed Cercel)(بند دائرہ)میں عرب کی پسماندگی کی وجوہات تلاش کرنے کی کوشش کی اور اس نتیجے پر پہنچا کہ بنیادی وجہ عرب سیاست کا قبائلی انداز ہے جس کی وجہ سے سیاسی عمل قبائلی احمدانی جنگوں تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور دوسری وجہ اس کے تئیں اسلام ہے جو مغربی طرز کی جدید ریاست بنانے میں رکاوٹ ہے اپنی ایک اور کتاب Batter well :France the arab And the jwes میں وہ فرانس پر عربوں کا جانبدار اور یہودی مخالف ہونے کا الزام لگاتا ہے۔[8]اور یہی فکر برنارڈلیوس کی ہے۔

رافیل پتافی Rapheel Patafi

رافیل ہنگری نژاد امریکی یہودی تھا جس نے بشریات، تاریخ استشراق پر متعدد کتب تحریر کیں اس کی نمایاں تصنیفات میں Arab (1947) mind (عرب کی سوچ)،The Seed of Abraham[9] تخم ابراہیم: یہودیوں اور عربوں میں اتصال واختلاف، Encyclopedia of Zionism and Israel[10]قاموس صیہونیت واسرائیل، The Jewish Mind[11](یہودی ذہن)شامل ہیں۔[12]ان کتب میں کئی جگہوں پر رافیل پتافی نے برنارڈلیوس کی فکر کو نقل کیا ہے۔

ڈینیل پائپس(Daniel pipes)

ڈینیل ایک امریکی معروف مصنف اور تجزیہ کار ہے امریکی خارجہ حکمت عملی اور مشرقِ وسطیٰ اس کے تخصیصی مہارت کے شعبہ جات ہیں اور انہی موضوعات پر امریکہ کی صف اول کی جامعات بشمول ہاورڈ یونیورسٹی، سٹینفورڈ یونیورسٹی اور امریکی بحریہ کے حربی کالج میں پڑھاتا بھی رہا ہے

---

8 Ellen Doon. "Alan Pryce-Jones Papers", Yale, New Haven, Connecticut. May 2003. Retrieved 28 February 2021

9 Raphael Patai, The Seed of Abraham: Jews and Arabs in Contact and Conflict, University of Utah Press, 1986,

10 Raphael Patai, New Encyclopedia of Zionism and Israel, UNKNO; Revised, Subsequent edition (October 1, 1994)

11 Raphael Patai, The Jewish Mind, Hatherleigh Press (December 11, 2007)

12 Dan Ben-Amos (1997). "Obituary: Raphael Patai (1910-1996)". The Journal of American Folklore. 110 (437 (Summer, 1997)): 314–316

۔اس وقت آپ نے نئے قائم شدہ ادارے میں مڈل ایسٹ فورم[13](Middle east forum) کا سربراہ اور اس کے زیر سایہ شائع ہونے والے سہ ماہی رسالہ[14]Middle East Quarterly کا مدیر ہے۔اس کے اسلام اور عالم عرب کے متعلق خیالات کی نوعیت اور شدت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود اس کے ہم وطن اور ہم ملت مغربی علماء اور دانشوروں کی ایک کثیر تعداد جس میں جان اسپوزیٹو[15]، کرسٹائن مکنل[16]، جیمز زوگبی[17] اور کرسٹوفر ہیچنیز[18] شامل ہیں وہ پائپس کو اسلام مخالف، عرب مخالف، معروضیت سے محروم اور اسلام کی نفرت میں لتھڑا ہوا شخص قرار دیتے ہیں۔

مارٹن کریمر Martin kramer

مارٹن، یہودی النسل امریکی نژاد اسرائیلی مؤرخ اور دانشور ہے اس کی دلچسپی کے موضوعات مشرق وسطی کی تاریخ وسیاست معاشرے اسلام اور جدید اسرائیل ہیں وہ امریکہ کی مشہور یونیورسٹیوں پر نسٹن Princeton اور کولمبیا Colombia کا تعلیم یافتہ ہے اور صف اول کی جامعات بشمول ہاورڈ یونیورسٹی، جان ہیکنیز، کارینل، جارج ٹاؤن وغیرہ میں پڑھاتا بھی رہا ہے۔علوم شرق کے اوسط جیسے تعلیمی منصوبوں کا بھی سخت ناقد ہے۔جان اسپوزیٹو اور زیکری لاک مین[19]Zdckry Lockman اس کے نظریات پر سخت تنقید کر چکے ہیں۔

اس کی مشہور کتب درج ذیل ہیں:

* Political Islam (1980)
* Islam Assembled (1985)
* Shi'ism, Resistance, and Revolution (1987)
* Hezbollah's Vision of the West (1989)
* Middle Eastern Lives: The Practice of Biography and SelfNarrative (Contemporary Issues in the Middle East) (1991)
* Arab Awakening and Islamic Revival: The Politics of Ideas in the Middle East (1996)

برنارڈلیوس نے جس انداز فکر کو پروان چڑھایا اس نے پھر مستشرقین کی ایک نئی پود تیار کی جنھوں نے اس نئی استشراقی تحریک کو موثر انداز سے آگے بڑھایا برنارڈ کے ان متاثرین میں صرف مستشرقین ہی نہیں بلکہ صحافیوں اور سیاسی مبصرین کی بھی ایک قابل ذکر تعداد شامل تھی جن کے

13 The Middle East Forum (MEF) is an American conservative think tank founded in 1990 by Daniel Pipes, who serves as its president. MEF became an independent non-profit organization in 1994. It publishes a journal, the Middle East Quarterly. According to the organization's website, they promote "American interests and works to protect Western civilization from the threat of Islamism", advocate strong ties with Israel and other democracies as they emerge, work for human rights throughout the region; seek a stable supply and a low price of oil; and promote the peaceful settlement of regional and international disputes. (Gregg Roman, News from the Middle East Forum (1 August 2018). "Tommy Robinson Free – MEF Heavily Involved". Middle East Forum. Retrieved 1 June 2021)

14 Middle East Quarterly (MEQ) is a quarterly journal, a publication of the think tank Middle East Forum (MEF) founded by Daniel Pipes in 1994. It is devoted to subjects relating to the Middle East and Islam, and analyzes the region "explicitly from the viewpoint of American interests".[1] From its inception, content in MEQ was not peer-reviewed because its editors felt that most experts in the field were insufficiently devoted to advancing American interests. In 2009, the editors of MEQ stated that it would institute peer review, utilizing expert reviewers whom the editors deemed "not hostile to the United States and its allies".

15 Daniel Pipos: Factsheet: Islamophobia Bridge Iniliatore, George town University (2008)

16 Mcneil, Kristine, The war on academic Freedom, The Nation, Nov 11, 2002

17 Zogby, James, “pipes Effective resilt to peace”

18 Hitchens, Christopher, “Pipes the propagandist” , Slare, Aug 11 2003

19 Lockman, Zachory, Behind the battles over us Middle east studies, MERIP, Jan 2001

نظریات اور سرگرمیاں عالم اسلام اور مغرب کے تنازعات بالخصوص عراق جنگ اور 11 ستمبر حملوں کے دوران نمایاں طور پر سامنے آئے ان میں تھامس فرائڈمین Thomas Fraidman[20] مارٹن پیرنز Mortin perens ولیم کرسٹل Willieum Kristel[21] اور جوڈتھ ملر Jodth Miller[22] شامل ہیں۔ برنارڈ کے امریکی حکمت کاروں پر اثرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ کے سابق نائب صدر اور وزیر خارجہ ڈک چینی نے برملا اعتراف کیا کہ امریکی انتظامیہ اور سابق صدر جارج بش برنارڈ لیوس کے مشوروں سے استفادہ کرتے رہے۔[23]

مغربی مفکرین اور حکمت کاروں کو برنارڈ لیوس نے کس طرح اور کس خاص جہت میں متاثر کیا؟ اس سوال کا جواب بہت مختصر اور سادہ الفاظ میں ہے اسلامی انتہا پسندی اور اسلام بطور ایک حریف نظام۔ مغرب میں اسلام کے متعلق جو تین طبقہ فکر موجود ہیں برنارڈ لیوس ان میں سے اس طبقہ کی نمائندگی بلکہ راہبری کرتا رہا اور کرتا ہے جو اسلام کو مغرب کے آزاد خیال اور جمہوری نظام کے لیے حقیقی خطرہ سمجھتے ہیں۔ اس سوچ کو پروان چڑھانے میں برنارڈ لیوس عمر بھر سرگرم رہا اور اس میں اسلامی انتہا پسند گروہوں (جہاد) کی ایسی تصویر کشی کی گئی جس نے مغربی مفکرین کی پوری نسل کو متاثر کیا اپنی تحریروں میں درحقیقت برنارڈ کے زیر اثر مغرب نے خود کو اسلامی انتہا پسند تحریکوں کے سامنے گہرے خطرے میں گھرا ہوا محسوس کیا۔ نتیجتاً مغربی ذہن میں (اسلاموفوبیا) Islamophobia یعنی (اسلام سے خوف کا خبط) کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں مذکورہ اصطلاح کا ایک تاریخی بیانیہ ہے جو اگرچہ طلوع اسلام تک پھیلا ہوا ہے لیکن یہ جدید دور کے ہم اثر مظاہر کی بھی تصویر کشی کرتی ہے ہم اس اصطلاح یا اس کے اثرات کو اخبارات ٹی وی دستاویزی فلموں جیسے ڈراموں اور دیگر ابلاغ کی صورت میں دیکھ سکتے ہیں یہ ہمیں سیاست میں بھی نظر آتی ہے اور یقینی طور پر اس صورت میں کہ جب ایک (نظریہ شر) کے حوالے دیے جاتے ہیں جن کے ذریعے بالآخر ایک انتہائی متنوع مذہب کو آسان بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور اسی صورت پر اس کی تعیین کر دی جاتی ہے۔ اس ساری مشق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے سے ہی خود کو غیر اہم خیال کرتے نوجوان مسلمان الگ تھلگ رہ جاتے ہیں اور خود کو ایک ایسی مقبول تہذیب و ثقافت کے ہاتھوں دائمی محصور ہوئے تصور کرتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کو اپنا متضاد سمجھتی ہے۔ جس قسم کے "استشراق نو" کا ہم نے حال ہی میں مشاہدہ کیا ہے وہ اسلام کو سماج کے لئے ڈراؤنی چیز بنا کر پیش کرتا ہے۔ مزید برآں یہ کوئی سرحدیں بھی نہیں کھینچتا کیونکہ (اسلاموفوبیا) کے مقامی اثرات بھی ہیں اور عالمگیر بھی۔

---

20 Thomas Loren Friedman born July 20, 1953) is an American political commentator and author. He is a three-time Pulitzer Prize winner who is a weekly columnist for The New York Times. He has written extensively on foreign affairs, global trade, the Middle East, globalization, and environmental issues. (O'Connell, Jonathan (January 25, 2017). "Philanthropist Ann Friedman picked to turn D.C.'s Franklin School into 'Planet Word.'". Washington Post. Washington DC. Retrieved January 25, 2021.)

21 William "Bill" Kristol (born December 23, 1952) is an American neoconservative political analyst. A frequent commentator on several networks, he was the founder and editor-at-large of the political magazine The Weekly Standard. Kristol is now editor-at-large of The Bulwark. (Johnson, Haynes and Broder, David. The System: the American way of politics at the breaking point. Boston: Little, Brown & Company, 1996)

22 Judith Miller (born January 2, 1948) is an American journalist and commentator known for her coverage of Iraq's Weapons of Mass Destruction (WMD) program both before and after the 2003 invasion, which was later discovered to have been based on inaccurate information from the intelligence community. She worked in The New York Times' Washington bureau before joining Fox News in 2008

23 ڈک چینی (Dick Cheny) کا برنارڈ لیوس کے اعزاز میں ورلڈ افیئرز کونسل فلاڈلفیا کے یکم مئی ۲۰۰۶ء کت ظہرانے سے دیئے گئے خطاب جو وائٹ ہاؤس کی دستاویزات میں محفوظ ہے۔

برنارڈلیوس کی فکر سے متاثر مفکرین کا مطمع نظر یہ رہا ہے کہ اسلامی سیاسی انتہا پسندی کے ضمن میں اہم مسائل یہ ہیں کہ سب سے پہلے یہ جانا جائے کہ اس کا سبب کیا ہے اور پھر اس کا تعین کرنے کے بعد یہ طے کرنا کہ اس سے چھٹکارا کیسے حاصل کیا جائے۔ وہ گھر جہاں سے انتہا پسندوں کی اکثریت نمودار ہوتی ہے عام طور پر سیاسی عمل سے کٹے ہوئے ہیں۔ جہاں کہیں انتہا پسند سرگرمی کا شوق ہوتا ہے تو اس شہر کی بنیاد کچھ مشکوک شناخت والے افراد کارات گئے گھروں میں اکٹھے ہونا ہوتا ہے جہاں سے فرض کر لیا جاتا ہے کہ وہ خود کو اور دوسروں کو انتہا پسندی میں ملوث کر رہے ہیں۔ اس کی ایک اور وجہ عالم اسلام میں ذرائع ابلاغ کی ترقی بھی ہے پھر بے اطمینانی غصے اور نفرت کے شکار نوجوان ذہن جو بالآخر ایک باعزت فرض کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ان کی سوچ کو جس طرح جنگ کے تاریخ حقائق بھڑکا کر رکھ دیتے ہیں یہ بھی ایک وجہ ہے۔ ایسے واقعات بھی ہیں جہاں زیادہ تر متوسط طبقہ کے نوجوان مسلمان یونیورسٹی میں انتہا پسندی کا آغاز کرتے ہیں۔ ان نوجوانوں کو ایک ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جہاں ان کی قومیت اور مذہب عمومی معاشرے کے متعلق ان کی خوش گمانیوں کے انہدام کا باعث بنتے ہیں اور ان کا اجنبی ہونے کا احساس گہرا ہو جاتا ہے اسی طرح ایک قابل فہم نکتہ یہ بھی ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے ادارے انتہا پسند اسلامی سیاسی سرگرمیوں کے لیے ایک زرخیز خطے کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ یہ نوجوان مسلمان غالباً پہلی دفعہ گھر سے باہر نکلتے ہیں اور پھر دنیا کی ناانصافیوں سے بہت زیادہ جذباتی اثر لے جاتے ہیں اور اسی طرح پھر مسلمان ممکنہ طور پر انتہا پسندی کا شکار ہوتے ہیں۔[24]

مغربی یورپ میں انتہا پسند اسلامی تحریکوں کے شخصی مآخذ اور ان کے اثرات کے متعلق مغربی نقطہ نظر یہ ہے کہ اس انتہا پسندی کے عمل کا آغاز بیسویں صدی کی چوتھی سے چھٹی دہائی کے دوران سید قطب، حسن البنا اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جیسے سلفی نظریہ سازوں کی تحریروں کے ذریعے ہوا، پھر ساتویں اور آٹھویں دہائی میں تنظیمیں آزادی فلسطین اور فتح جیسی تنظیموں کی کارروائیوں یا رنویدہائی میں حماس اور حزب اللہ کے اقدامات بھی اس کا سبب بنے۔ ایک قابل فہم رجحان یہ بھی نظر آتا ہے کیا حال ہیں اسلام میں مسلمانوں نے ایک نئے عالمی نظام کے لیے کوشاں بڑی سرمایہ دارانہ ریاست و کے مفاد کی مخالفت کی ہے۔ مسلمانوں کا مجموعی رد عمل گزشتہ دو صدیوں کے دوران سامنے آیا ہے گزشتہ تین عشروں کے واقعات یعنی 1979 کے ایرانی انقلاب کے بعد سے یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ عالم اسلام ہنگاموں کی زد میں ہے جبکہ مغرب میں بسنے والی مسلم اقلیتیں، معاشی، سماجی، سیاسی، اور ثقافتی محرومی کا شکار ہیں۔ امریکا میں گیارہ ستمبر کے حملوں کے بعد اور بالخصوص لندن میں سات جولائی کے حملوں کے بعد بے شمار عوامل نے برطانوی مسلمانوں کو برے طریقے سے متاثر کیا۔ بڑھتے ہوئے انسداد دہشتگردی کے اقدامات، پولیس کے اختیارات میں اضافہ، فوجداری قانون میں لوگوں کی نسلی اور لسانی بنیادوں پر تفریق، جنوبی ایشیائی مسلمانوں کو مرکز نگاہ بناتے ہوئے سماجی تنظیموں کی ثقافت پر بحث، مسلمانوں کی ظاہری کم آمیزی پر اٹھائے گئے مبہم سوالات اور اس طرح کے مزید عوامل جن کا مرکزی نقطہ شہری آبادی کے ملاپ کو بڑھانا ہے ان سب کے پہلو بہ پہلو مسلم نوجوانوں کا سلفی جہادی انتہا پسندی کا شکار ہونے کا عمل بھی جاری ہے۔ حالیہ واقعات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آئی ہے کہ نا صرف مغربی معاشروں کی اکثریت کا بلکہ خود مسلمان آبادی کا بھی اسلام کا علم تشویشناک حد تک کم ہے۔

[24] Tahir Abbas (ed), Islamic Political Radicalism: A European Perspective, Edinburgh University Press, 2007, p 03

خلاصہ بحث

معلوم ہوا کہ برنارڈلیوس کی اسلام اور اس کے تہذیبی عناصر اور اس کے سیاسی پہلوؤں پر جارحانہ فکر کے حاملین بھی اسی منہج پر زورِ تنقید تیز رکھے ہوئے ہیں اور معاصر مسائل میں اسی طرز پر اسلامی احیاء کے خوف سے دوچار ہیں۔ برناڈلیوس کی فکر نے مغرب میں دانشوروں کی ایک ایسی کھیپ تیار کی ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے سخت موقف کو فروغ دیا ہے جس سے عالمی سطح پر اسلاموفوبیا جیسے ماحول نے جنم لیا ہے۔ تاہم مغربی دنیا میں ایسا طبقہ بھی موجود ہے جو ان فکری بنیادوں سے متفق نظر نہیں آتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

- Dan Ben-Amos (1997). *"Obituary: Raphael Patai (1910-1996)."* The Journal of American Folklore. 110 (437, Summer 1997)
- Daniel Pipos: *Factsheet: Islamophobia Bridge Initiator*, Georgetown University (2008)
- Ellen Doon. *"Alan Pryce-Jones Papers"*, Yale, New Haven, Connecticut. May 2003. Retrieved 28 February 2021
- Gregg Roman, *News from the Middle East Forum* (1 August 2018). *"Tommy Robinson Free – MEF Heavily Involved."* Middle East Forum. Retrieved 1 June 2021)
- Hitchens, Christopher, *"Pipes the Propagandist"*, Slare, Aug 11 2003
- Joel Beinin, *"Reviews of Semites and Anti-Semites by Bernard Lewis"* Merip, Middle East Report, July 1987
- Johnson, Haynes and Broder, David. *The System: The American Way of Politics at the Breaking Point.* Boston: Little, Brown & Company, 1996
- Kramer, Martin. *"Kedourie, Elie."* The Encyclopedia of Historians and Historical Writing. 1999. Archived from the original on 11 November 2010. Retrieved 25 October 2016.
- Lewis, Bernard. *The Crisis of Islam*, Random House Trade, New York, 2004
- Lewis, Bernard. *The Roots of Muslim Rage*, The Atlantic, September 1990
- Lewis, *The Arabs in History*. Hutchinson & Co., 1950. 5th edition 1970
- Lockman, Zachary. *Behind the Battles Over U.S. Middle East Studies*, MERIP, Jan 2001
- McNeil, Kristine. *The War on Academic Freedom*, The Nation, Nov 11, 2002
- O'Connell, Jonathan (January 25, 2017). *"Philanthropist Ann Friedman Picked to Turn D.C.'s Franklin School Into 'Planet Word.'"* Washington Post. Washington DC. Retrieved January 25, 2021.
- Raphael Patai, *New Encyclopedia of Zionism and Israel*, UNKNO; Revised, Subsequent edition (October 1, 1994)
- Raphael Patai, *The Jewish Mind*, Hatherleigh Press (December 11, 2007)
- Raphael Patai, *The Seed of Abraham: Jews and Arabs in Contact and Conflict*, University of Utah Press, 1986
- Tahir Abbas (ed), *Islamic Political Radicalism: A European Perspective*, Edinburgh University Press, 2007